81586 ـ نفاس سمجھ كر روزه اور نماز ترك كر دى

سوال

حمل ساقط ہونے كوچاليس يوم پورے ہو گئے اور حمل ساقط ہونے كو تقريبا اڑھائى ماه ہوئے تو رمضان آ گيا ميں نے شرعى امور كا علم نہ ہونے كى بنا پر نماز روزه چھوڑ ديا، بعد ميں علم ہوا كہ يہ نفاس نہيں ہے.
كيا ميں نے جو نماز اور روزے چھوڑے ہيں ان كى قضاء كروں گى ؟
ميں پريشان ہوں اور معلوم نہيں پڑ رہا كہ كيا كروں ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

اول:

حمل ساقط ہونےكى صورت ميں آنے والا خون اسى صورت ميں نفاس شمار ہوگا جب بچہ انسانى شكل ميں ڈھل چكا ہو يعنى اس كا سر يا ہاتھ يا پاؤں وغيره واضح ہوچكا ہو.

اور انسان كے اعضاء (80) يوم سے قبل بننا شروع نہيں ہوتے كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" تم ميں سے ايك كو چاليس يوم تك جمع كيا جاتا ہے، اور پھر اتنے ہى ايام ميں جما ہوا گاڑھا خون، اور پھر اتنے ہى ايام ميں گوشت كا لوتھڑا بنتا ہے، پھر اللہ سبحانہ و تعالى ايك فرشتہ بھيجتا ہے اور اسے چار چيزوں كا حكم دے كر كہا جاتا ہے كہ:

اس كا عمل اور اس كى روزى اور اس كى عمر اور بدبخت يا سعادت مند ہونا لكھو، پھر اس ميں روح پھونكى جاتى ہے "

صحيح بخارى حديث نمبر (3208).

اس حديث سے علم ہوا كہ انسان حمل ميں كئى ايك مراحل سے گزرتا ہے:

چاليس يوم تك نطفہ رہتا ہے، پھر چاليس يوم ميں جما ہوا خون بنتا اور پھر تيسرے چاليس ايام (يعنى 120 يوم) ميں گوشت كا لوتھڑا بن جاتا ہے،اس كے بعد پھراس ميں روح پھونكى جاتى ہے، يعنى ايك سو بيس يوم مكمل ہونے پر روح ڈالى جاتى ہے.

انسانی شکل مضغۃ یعنی گوشت کا لوتھڑا بننے کےمرحلہ میں مکمل ہوتی ہے، اس سے قبل نہیں کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو اگر تمہیں مرنےکےبعد دوبارہ زندہ ہونےمیں کوئی شك ہے توسوچو ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے جو صورت دیا گیا تھا اور بے نقشہ تھا، تا کہ ہم تم پر ظاہر کر دیں الحج (5).

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گوشت کا لوتھڑا بعض اوقات انسانی شکل میں ڈھل چکا ہوتا ہے، اور بعض اوقات انسانی شکل نہیں بنی ہوتی.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب انسانی شکل واضح ہونے کے بعد حمل ساقط ہو تو آنے والا خون نفاس شمار ہوگا، امام احمد نے یہی بیان کیا ہے، اور اگر نطفہ یا جما ہوا خون ساقط ہو تو اسمیں آنےوالا خون نفاس شمار نہیں ہوگا " انتہی

دیکھیں: المغنی (1 / 211).

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب عورت کا ایسا حمل ساقط ہو جس میں انسان کی شکل واضح ہو چکی ہو یعنی سر یا پاؤں یا ہاتھ وغیرہ واضح ہو چکا ہو تو یہ عورت نفاس والی شمار ہوگی، اور اسے نفاس کے احکام حاصل ہونگے.

چنانچہ نہ تو یہ عورت جب تك پاك نہ ہو جائے یا پھر چالیس ایام پورے نہ کر لے نہ تو نماز ادا کریگی اور نہ ہی روزہ رکھے اور نہ ہی اپنے خاوند کے جماع کے لیے حلال ہوگی....

لیکن اگر عورت کا ساقط ہونے والا حمل ایسا ہو جس میں انسان کی شکل واضح نہیں ہوئی بلکہ وہ صرف گوشت کا ٹکڑا ہو اور شکل وغیرہ نہ ہو یا پھر جما ہوا خون ہو تو استحاضہ والی عورت شمار ہوگی اور اسے استحاضہ کے احکام حاصل ہونگے نفاس کے نہیں، اور نہ ہی حائضہ عورت کے حکم میں ہوگی.

یہ عورت نماز بھی ادا کریگی اور روزہ بھی رکھےگی، اور اپنے خاوند کے لیے بھی حلال ہوگی ...

کیونکہ وہ اہل علم کے ہاں استحاضہ والی عورت کے حکم میں ہے" انتہی

دیکھیں: فتاوی اسلامیۃ (1 / 243).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اہل علم کا کہنا ہے: اگر خارج ہونے والی چیز میں انسانی شکل واضح ہو تو اس کے بعد خارج ہونے والا خون نفاس کا خون شمار ہوگا، یہ عورت اس حالت میں نماز بھی چھوڑے گی اور روزہ بھی نہیں رکھےگی، اور پاك ہونے تك اپنے خاوند سے بھی اجتناب کریگی.

لیکن اگر خارج ہونے والی چیز غیر مخلق ہو یعنی اس میں انسانی شکل واضح نہ ہوئی ہو تو اس کے بعد آنے والا خون نفاس شمار نہیں ہوگا، نہ تو یہ نماز کے لیے مانع ہے اور نہ ہی روزہ رکھنے میں مانع بنےگا، اور اس کے علاوہ بھی کسی چیز میں مانع نہیں.

اہل علم کا کہنا ہے: کم از کم عرصہ جس میں انسانی شکل واضح ہو جاتی ہے وہ اسی (80) یوم ہیں "

دیکھیں: فتاوی المراۃ المسلمۃ (1 / 304 - 305).

اس بنا پر آپ کو آنے والا خون نفاس کا خون نہیں ہے؛ کیونکہ حمل اسی دن پورے کرنے سے قبل ہی ساقط ہوگیا ہے، اور آپ کو نماز بھی ادا کرنا چاہیے تھی اور روزے بھی رکھنے تھے الا یہ کہ حیض آ جاتا.

دوم:

آپ پر روزں کی قضاء کرنا واجب ہے، اس میں کوئی اشکال نہیں چاہے یہ کہا جائے کہ آپ پاك تھیں یا پھر نفاس کی حالت میں، کیونکہ بیماری یا سفر یا حیض کے عذر کی بنا پر روزہ نہ رکھنے والا بعد میں ان روزوں کی قضاء کریگا، اور آپ نے عذر کی بنا پر روزہ ترك کیا تھا، وہ یہ کہ آپ کا خیال تھا کہ آپ اس وقت نفاس کی حالت میں ہیں.

رہا نمازوں کی قضاء کا مسئلہ تو ظاہر یہی ہوتا ہے کہ آپ پر نمازوں کی قضاء واجب نہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو جو استحاضہ کی حالت میں نماز چھوڑتی رہی تھی نمازوں کی قضاء کا حکم نہیں دیا، بلکہ اسے یہ بتایا کہ مستقبل میں اسے کیا کرنا ہے اسکی راہنمائی فرمائی تھی.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر استحاضہ والی عورت یہ اعتقاد رکھتے ہوئے نماز ترك کرتی ہے کہ اس پر نماز فرض نہیں، تو اس پر نمازوں کی قضاء واجب ہونے میں دو قول ہیں:

پہلا قول:

وہ نمازوں کا اعادہ نہيں كريگى، جيسا كہ امام مالك رحمہ اللہ وغيرہ سے منقول ہے؛ كيونكہ جس استحاضہ والى عورت نے رسول كريم صلى اللہ عليہ سے عرض كيا تھا كہ:

" مجھے بہت شديد قسم كا حيض آتا ہے جس نے مجھے نماز اور روزے سے رو كركھا ہے "

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے اس چيز كا حكم ديا جو اس پر مستقبل ميں واجب ہوتا تھا، اور اسے پچھلى نمازوں كى قضاء كرنے كا حكم نہيں ديا تھا " انتہى

مجموع الفتاوى (22 / 102).

مزيد تفصيل ديكھنے كے ليے آپ سوال نمبر (45648) كے جواب كا ضرور مطالعہ كريں.

حاصل يہ ہوا كہ: آپ كو روزں كى قضاء ميں روزے ركھنا ہونگے، ليكن اگر نمازوں كى قضاء آپ كے ليے آسان ہو تو آپ ايسا كر ليں، وگرنہ ہميں اميد ہے كہ اللہ تعالى آپ كو معاف فرمائيگا.

ہم آپ كو نصيحت كرتے ہيں كہ آپ طلب علم اور دين كو سمجھنے كى حرص ركھيں اور كوشش كريں.

اللہ تعالى سے دعا ہے كہ ہميں اور آپ كو توفيق نصيب فرمائے، اور سيدھى راہ دكھائے.

واللہ اعلم .